جناب علامہ محمدرضا حکیمی کا خط
(کیوبا کے صدرمملکت) فیڈل کاسٹرو کے نام
۔ زبان اردو میں ۔

عزت مآب عالی جناب حکومت کیوبا کے صدر محترم دام عزہ

بعد از سلام و ادائے احترام عرض خدمت ہےکہ جناب عالی کا "حفظ کرامت انسانی" کی خاطر دنیا کے محرومین و مظلومین کی حمایت اور عالمی سامراجی حکومتوں کے مقابلے قیام کی بدولت آپ کے لیے ہمیشہ سلامتی، طول عمر اور آرام و سکون اوراسی طرح کےمقابلے وقیام کا آرزو مند ہوں۔ اور حکومت کیوبا کے مجاہد و نجیب عوام اور صاحبان حکومت کی خدمت میں۔ آپ کے ذریعہ۔ سلام عرض کرتا ہوں۔ان سب کے لیے نیک آرزوئیں رکھتاہوں، اور آپ کی قابل قدر مجاہدت و شجاعت کو احترام و عظمت کے ساتھ یاد کرتاہوں۔

میں کئی سال پہلے سے جناب عالی کی عظیم شخصیت سے واقف ہوں اور محرومین و مظلومین کی حمایت و ظالمین و غاصبین کے مقابلے میں قیام کی وجہ مشترک کی خاطر آپ سے دلی لگاؤ اور محبت رکھتاہوں۔ اور اب جب کہ آپ سے گفتگو کا موقع فراہم ہوا ہے تو کیا ہی خوب ہے کہ ماضی کی آپ بیتی آپ سے بیان کروں:

تقریبا ۴۰ سال پہلے ایک یونیورسٹی میں تقریر کے دوران، میں بہت ہی ضروری و مہم او راسلامی شیعی و انسانی تعلیمات، اور قرآن کریم، پیغمبر اکرم و آئمہ طاہرین علیہم السلام کے عظیم فرامین، ضعیف و کمزور وں کے حقوق کے دفاع کے سلسلے میں اور حفظ کرامت انسانی کی خاطر محرومین و مظلومین کی حمایت اور عالمی سامراجی حکومتوں، اور انسانیت سوزظالموں کےمقابلے میں قیام کے سلسلے میں شہادت کی حد تک گفتگو کررہا تھا اور وہ تقریر اس قدر جوش و جذبہ کے ساتھ تھی کہ میرے وجود میں بھی وہ تعلیمات و فرامین نفوذ کرتے جارہے تھے ، میری اس تقریر کا عنوان تھا "تفسیر آفتاب" یعنی یہ کہ سورج ہر روز اس روئ زمین پر دنیا میں عدالت کی نشر واشاعت اور انسانی کرامت کی حفاظت کے لیے۔۔ طلوع ہوتا ہے اور انسانوں کو زندگی عطا کرتا ہے نہ یہ کہ ظالموں کو قوت و طاقت بخشے اور ظلم و ستم کرنے والوں اور انسانیت سے ناآشنا لوگوں کی زندگی کی فضا کو گرم کرے۔۔ اور اگر اب تک ایسا نہیں تھا تو اب ایسا ہونا چاہیے۔چونکہ

عدالت و انسانیت کی راہ میں کوشش کرنا اور جہاد ایک بے نظیر و عظیم وظیفہ ہے۔یہ تمام باتیں ایک یقین کے ساتھ قرآن و معصومین کے کلام مبارک سے استناد و استشہاد کرتے ہوئے بیان کررہا تھا اور سامعین بھی اس تقریر کے مطالب، انسانی تعلیمات و بلند و بالا حقائق سے بہت متاثر ہوئے تھے۔ اس تقریر کے بعد انہی ایام میں ایک عظیم و فاضل شخصیت کہ جو اسی یونیورسٹی سے تعلق اور جناب‌عالی سے بھی لگاؤ رکھتے تھے میرے پاس آئے اورکہنے لگے:

"اے کاش آج کی اس محفل میں جناب فیڈل کاسٹرو موجود ہوتے اور یہ تقریر سنتے تو دیکھتے کہ ہماری دینی تعلیمات میں بشریت و انسانیت کے لیے کیسے کیسے پیغامات ہیں اور ہم ان سے اور ان کے قیام و مقابلے کے سلسلے میں کس قدر مشترک و مشابہ ہیں"۔

جب کہ ہماری انسانیت پرور اور عدالت گستر دینی تعلیمات ۱۴ سو سال قدیم اور اسلام کی ابتدائی دور سے ہیں کہ جو حضرت امیرالمؤمنین امام علی علیہ السلام کےفرامین کے نہج البلاغہ کی صورت میں جمع ہونے کے زمانے سے ہیں (کہ جوظلم و ستم، محرومیت آفرینی اور انسانیت سےدفاع کا سب سے بڑا منشور ہے)۔جو منشور اسی زمانے میں حضرت علی علیہ السلام کی مشکلات سے بھری ہوئی اور مختصر سی حکومت میں جاری ر ہا جس کے بارے میں آپ اعلان کرتے تھے کہ دشمنوں نے صرف شہر کوفہ میری حکومت کے لیے باقی چھوڑاہے لیکن اس شہر میں کہ جہاں میں دین خدا کےآئین کے تحت حکومت کررہا ہوں کیا کوئی شخص فقیر، بھوکا، بےکارو بے روزگار، گھر و امکانات کے بغیر اور مظلوم ومحروم باقی رہ گیا ہے؟۔

کیا آج تک کوئی دن ایسا گذرا ہے کہ جہاں تک بھی آبادی و ویرانی پر سورج کی شعائیں پھیلتی ہیں کسی صدر مملکت نے یہ صادقانہ اعلان کیا ہو؟

جی ہاں، عالی جناب اسی طرح غور وفکر کیجیے، کہ ہمارے درمیان روحانی و انسانی پیوند چالیس سال پرانا ہے۔پس مجھے یہ اختیار ہے کہ میں آپ کا قیمتی اور گرانقدر وقت اس نامہ کو تحریر کرکے لے سکتاہوں۔

میں نے جناب عالی کا محترم پادری جناب فری بٹو (FREI BETTO) کے ساتھ انٹرویو کو پڑھا، آپ کا پھر انہی کے ساتھ دوسرا انٹرویو فارسی زبان

میں مختلف صاحبان قلم اور ادیبوں کے ذریعہ ترجمہ ہوا، محترم پادری صاحب نے آپ سے مختلف سوالات کیے اورآپ کے جوابات سنے۔اسی انٹرویو میں پھر آپ نے ان سے سوال فرمایا: کہ عیسائیت میں محرومین سے دفاع اور ظلم کے مقابلے قیام کے حق میں کیا تعلیمات موجود ہیں؟

جناب فری بٹو نے آپ کے سوال کے جواب میں چند مختصر سے جملے زبان پر جاری کیے۔

میں اس کتاب کے مطالعہ کے دوران ہمیشہ فکر مند تھا کہ اسلامی تعلیمات کے سمندر میں (کہ جو خواہ قرآن کریم میں موجود ہیں یا رسول اکرم اور معصومین کے کلام میں مذکور ہیں) اس‌طرح کے قطعی احکامات اور اس‌طرح کی‌عظیم فرمائشات وتعلیمات بہت کثرت سے موج زن ہیں اور دین اسلام کے‌اصلی اجزاء میں سے شمار ہوتے ہیں کہ جن کو اگر شمار کیا جائے تو اتنے زیادہ ہیں کہ جو کئی جلد کتاب میں جمع کیے جائیں گے، اور محتوی ومطالب کی بلندی کے اعتبارسے "فرد سازی" و "معاشرہ پروری" عدالت و آزادی کی نشر واشاعت میں عظمت کے آسمان کو چھورہے ہیں، میں بھی اس خط میں‌ان میں سے چند نمونوں کی طرف اشارہ کروں گا۔

اس نکتے کی طرف بھی اشارہ کرتا چلوں کہ جناب‌عالی کا ہمارے ملک میں تشریف آوری کے دوران -جو کچھ وقت پہلے اتفاق ہوا- میں آپ کی زیارت کا بہت مشتاق تھا، لیکن افسوس کہ مطالعاتی و تحقیقاتی مصروفیت و میری مسلسل بیماری اور آپ کے ایران میں بہت مختصر سے قیام کی وجہ سے یہ توفیق مجھ سے سلب ہوگئی، اگر چہ ٹیلویزن کے ذریعہ آپ کے پروگراموں کو مسلسل دیکھتا رہا۔

اس کے بعد پھر ایسا ہوا کہ آپ کے ایران سے واپسی کے بعد میں نے بعض افراد سے سنا کہ جناب عالی اس سفر میں (حتی کہ اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ) فرماچکے تھے کہ آپ دین اسلام اور قرآنی تعلیمات کے بارے میں بہت کچھ جاننا چاہتے ہیں۔

میں آپ کے اس حوصلے اور بلند ہمت سے بہت خوشحال تھالہذا اپنے لیے اس فرصت کو غنیمت جاناکہ اپنے وظیفے کو انجام دوں اور ایک سچے اور اپنے وعدہ، اپنی رفتار میں صادق اور عدل وفضیلت و انسان و انسانیت کے دشمن (خصوصا امریکہ کی ظالم و جابر اور سفاک و خونخوار اور خبیث ترین گندیدہ ترین دہشت گرد ٹولے کی حمایت کرنے والی

حکومت) کے مقابلے قیام کرنے والے انسان کی خواہش کے مطابق اپنی ذمہ داری کو پورا کروں۔

میرا ارادہ یہ ہے کہ اپنی کتاب الحیاۃ کی ۲ جلدیں کہ جو ہسپانوی زبان میں ترجمہ ہوچکی ہیں اپنی اور اپنے ان بھائیوں کی جانب سے کہ جنہوں نے اس اثر کی تالیف میں میری مدد فرمائی ہے، آپ کے حضور پیش کروں اور احترام کو مد نظررکھتے ہوئے آپ کی خدمت میں ایک مختصر خط تحریر کروں، لیکن دوستوں کی خواہش تھی کہ یہ خط ذرا مفصل ہو اور اس میں کچھ مطالب کوبیان کردینا مناسب ہے.

کتاب" الحیاۃ" دو دوروں پر مشتمل ہے کہ جس کے پہلے دورے میں ٦ جلدیں ہیں، یہ سب سے پہلے عربی زبان میں منتشر ہوئی اور پھر استاد بزرگوار جناب مرحوم احمد آرام کے ذریعہ فارسی زبان میں ترجمہ ہوا، پھر اس کے بعد اس کی ۲ جلدوں کا فاضل محترم جناب معلم زادہ نے ہسپانوی زبان میں ترجمہ کیا، اسی طرح فاضل محترم جناب عابد عسکری سے اردو زبان میں ترجمہ کراکے منتشر کی گئیں۔

اگر چہ یہی دو جلدیں کہ جو آپ کی زبان میں ترجمہ ہوچکی ہیں(کہ جو چار جلدوں میں طبع ہوکر آپ کے حضور تقدیم کی جارہی ہیں) ان میں انسان، معرفت، آزادی، عدالت، تفکر اور بلند و بالا مدنیت اور بہت زیادہ تعلیمات کے سلسلے میں گفتگو کی گئی ہے کہ جو اسلام کے دو اصلی منبع یعنی قرآن و سنت (قرآن و حدیث)سے ماخوذ ہیں۔ خصوصا ہسپانوی زبان کی چوتھی جلد کے آخری دوابواب میں بہت مہم موضوعات و مسائل – اگر چہ بہت اختصار کے ساتھ۔ حکومت اور اس کا لوگوں کے ساتھ برتاؤ اور صاحبان حقوق کے تمام حقوق ان تک پہنچانے کے سلسلے میں کاملا احترام، دقت و رعایت اور کرامت انسانی کی حفاظت کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان کیے گئے ہیں۔لیکن اے کاش اس کی چھٹی جلد بھی بہت جلدی ہسپانوی زبان میں ترجمہ ہوچکی ہوتی اور آپ کی خدمت میں پہنچتی کہ اس جلد میں انسانی حقوق، انسانی شخصیت اور عدالت کے اجراء کی ضرورت – اس حد تک کہ معاشرے سے فقر کاملا ریشہ کن و ختم ہوجائے-کے سلسلے میں خصوصی اور بے سابقہ بحثیں بیان کی گئی ہیں۔

میں اب آپ کی اجازت سے ایک مختصر سی بحث میں وارد ہونا چاہتا ہوں وہ یہ کہ آپ کے حضورمعرفت اسلام کی غرض سے اسلام کے ۳ مہمترین منابع کو تقدیم کرتا ہوں:

۱- قرآن کریم

۲- حضرت پیغمبر اکرم

۳- حضرت امیر المؤمنین امام علی

قرآن کریم:

اصولا اگر اسلام و قرآن کی تمام تعلیمات کو دو کلموں میں خلاصہ کرنا چاہیں تو اس طرح کہہ سکتے ہیں:

۱- توحید

۲- عدل

"توحید"، یعنی "انسان اور خداکے درمیان رابطہ کی تصحیح"

"عدل"، یعنی "انسانوں کے درمیان آپسی رابطہ کی اصلاح"

اب آپ اسلام کی معرفت یا حکم اسلامی کی طرف کسی بھی زاویہ سے نظر فرمائیں گے یعنی نظری اعتبار سے یا عملی اعتبار سے تو کوئی بھی چیز آپ کو ان مذکورہ بالا دو موضوع سے خارج نظر نہیں آئے گی جب کہ یہ واضح ہے کہ انسان کی سعادت کاملہ خواہ وہ دنیوی ہو یا اخروی بعبارت دیگر سعادت فانی و سعادت باقی کے لیے یہی دو اصل اور ان کا ہرمقام و موقع پر نظری و عملی اعتبار سے رعایت کرنا کافی ہے۔

انسان، خداوندعالم پر عقیدہ رکھنے کے بعد، اپنے پروردگار کی بنسبت تکالیف کے درپے ہوتا ہے اور یہی اس کی دائمی کامیابی کا راستہ ہے اور اس کے بعد اپنے معاشرے کی سعادت و کامیابی کے لیے عدالت کی اہمیت اور اس کے اجرا (کہ جس کے ضمن میں ایک معقول آزادی بھی پوشیدہ ہے) اور معاشرے وسماج کی سالم زندگی کو حاصل کرنے کے علاوہ کسی اور چیز کا ضرورتمند نہیں ہے۔

کونسا معاشرہ ایسا ہے کہ جہاں قرآن کریم کی فریاد کے مطابق توحید وعدل پر عمل کیا جارہا ہو اور اس کو عملی جامہ پہنایا جارہا ہو؟ تمام اسلامی ممالک میں اور ہر قرآنی اجتماع میں جو کچھ بیان ہوچکا ہے اس کے علاوہ کیا ہے چونکہ وہاں پر اسلام کا نام ہے رسم اسلام نہیں ہے، تمام

اختلافات اسلام کے نام پر ہیں اسلام کی خاطر نہیں ہیں ، اس طرح کے اجتماعات میں ایمان توحیدی اور عمل عدلانی اپنی قوت و قدرت سے گر چکا ہے۔ لہذا وہاں پر شعارو نعرہ لگانے والے افراد توحید و عدل کا نعرہ لگائیں تاکہ خواب غفلت میں پڑے ہوئے معاشرے کو بیدار کرسکیں اور غافل حکومتوں میں تزلزل پیدا کیا جاسکے۔

قرآنی پیغامات میں دو مسئلہ بنیادی رکن کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۱۔ سالم تربیت، یعنی "فرد سازی" (معاشرہ سازی کی خاطر)

۲۔ سیاست عدل، یعنی "معاشرہ کی پرورش" (فرد سازی کی خاطر)

بطورخلاصہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآنی معاشرہ "عدل و انصاف کا معاشرہ" ہے (جامعہ قائم بالقسط) اور قرآنی حکومت "عدل و انصاف پر عمل کرنے والی حکومت"ہے (حاکمیت عامل بالعدل) اور جہاں کہیں بھی اس کے علاوہ ہوان کو اسلام کےنام سے یاد کرنا صحیح و مناسب نہیں ہے۔

جناب صدر محترم

قرآن کریم کا آخری مقصد۔ اپنی آیات کی تعلیمات میں۔ انسان کو اس کے کمال تک پہنچاناہے اور پاک زندگی "حیات طیبہ" یعنی "ترقی یافتہ و باکمال زندگی" کا نام ہے اس دین مبین میں آخری ہدف اسی طرح کا معاشرہ اور اسی طرح کی زندگی کو تشکیل دینا ہے۔ اور اس طرح کے عظیم ہدف و بلند مقصدتک پہنچنے کے لیے معاشرے کی اصلا ح کے بغیر فرد سازی پر کام نہیں کیا جاسکتا اور اسی طرح فرد سازی کے بغیر معاشرے کی پرورش نہیں ہوسکتی، اس مقام پر پیغمبراکرم کی فرمائش موجود ہے کہ جو بہت ہی زیادہ مناسب ہے "**كلكم راع و كلكم مسؤل عن رعيته**" یعنی اسلام معاشرے کے تمام افراد چرواہے کی مانند ہیں اورپھر سب ہی گلے کی طرح ہیں۔ اس دوگنی و ڈبل اور مرکب ذمہ داری کے بارے میں اچھی طرح غور وفکر کریں، اس طرح کے معاشرے میں تمام افراد ایک دوسرے کے ذمہ دار اور ایک دوسرے پر ناظر ہیں، سب ایک دوسرے کے استاد اور ایک دوسرے سے نصیحت حاصل کرنے والے ہیں یہاں تک کہ سب ایک دوسرے کے لیے پولیس و نگہبان ہیں۔تو کیا اس سے زیادہ انسانیت ساز اورمتحد و باکمال معاشرے کا تصور کیا جاسکتا ہے۔

پس اسلام کی تحریک، انسان اور معاشرہ کی اصلاح کے لیے ایک سکہ کے دورخ کی طرح ہے کہ جس میں ایک کے وجود پائے بغیر دوسرا وجود میں نہیں آسکتا، یعنی جب تک انسانوں کی اصلاح نہ ہو معاشرہ نہیں سدھر سکتا اور جب تک معاشرہ نہ سدھرے انسانوں کی اصلاح نہیں ہوسکتی۔ لہذا جہاں قرآن کسی معاشرے کی اصلاح کررہاہو وہاں آپ صرف ایک رخ نہیں دیکھیں گے یعنی ایسا نہیں ہوگا کہ انسان صرف اپنی فردی و شخصی ذمہ داریوں کو پورا کرے اور اجتماعی ذمہ داریوں کو فراموش کردے، یا معاشرہ فقط اجتماعی ذمہ داریوں کو نبھائے اور فردی وشخصی ذمہ داریوں کو فراموش کردے، یہی وجہ ہے کہ انسانیت کی ایک عظیم عمارت تعمیر کی جاتی ہے لیکن دوسری طرف آزادی کے نام پر یہ ظاہر ی عمارت کھوکلی نظر آتی ہے اور انسان عدالت و کرامت انسانی سے بھی محروم نظر آتا ہے، جب کہ معقول آزادی، عدالت کے ضمن میں موجود ہے –جیسا کہ قبلا بیان کیا جاچکا ہے – بلکہ آزادی، عدالت کا لازمہ ہے لیکن عدالت، آزادی کا لازمہ نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآنی معاشرےمیں ہدف اور مقصد قدرت و طاقت نہیں ہے بلکہ قدرت و طاقت ایک وسیلہ ہے کہ جس سے بقدر ضرورت استفادہ کیا جاتاہے۔ قدرت وطاقت، قرآنی اہداف(باکمال زندگی) تک پہونچنے کے لیے ایک وسیلہ ہے نہ کہ شیطانی اغراض کو حاصل کرنے، انسانی کرامت کو کچلنے اور انسانی حقوق کو کھانے اورپائمال کرنے کے لیے جیسا کہ امریکہ کی حکومت کا قدرت و طاقت حاصل کرنا ایک روشن نمونہ ہے، یعنی انسانیت کی حد سے نکل جانا اور حیوانیت و درندگی کی صف میں پہنچ جانا۔

امریکہ نہ یہ کہ تنہا خود ہی نہیں چاہتا کہ اس کے ملک میں انسانیت کمال و ترقی کرکے فرشتہ صفت بن جائے، بلکہ دوسرے ملکوں-جیسے ہمارےملک- کوبھی قرآنی زندگی کو اپنانے میں رکاوٹیں پیدا کرتا ہے، اور مختلف راستوں سے، قرآنی ثقافت کے متناقض ثقافتیں وارد کرکے قرآنی معاشرے کو تشکیل پانے کی راہ میں حائل ہوتا ہے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ممالک اس کے سلطہ سے نکل جائیں اور آزادی کا نعرہ بلند کرکے اس کو شیطانی قدرت اور غصبی طاقت و تسلط سے نیچے گرادیں، پھر اس کو انسانیت کے مقابلے معذرت خواہی پر مجبور کردیں اور پھرانسانی غیرت و ناموس کے سامنے خاضع و خاشع ہونا پڑے۔

بہر حال ہم اگر قرآنی معاشرے کی واضح تعریف کرنا چاہیں تو اس طرح کہہ سکتے ہیں: «قرآنی معاشرہ، ایسا معاشرہ ہے کہ جس میں انسان کے لیے انسانی ترقی و کمال کے اسباب فراہم ہیں اور اس کمال و ترقی کے موانع مفقود ہیں»۔

- قرآن، سعادت و کمال کے جاودانی و دائمی افق میں فہم و ادراک کے ملکوتی فضا کوروشن کرتا ہے۔
- قرآن، ہردور میں انسانیت کے خیمہ کا ستون ہے۔
- قرآن، طول تاریخ میں ایک محکم و مضبوط زنجیر ہے۔
- قرآن، انسان کو آمادہ کرتا ہے تاکہ گذشتہ امتوں کے حالات اور ان کی قدیمی ثقافت کے بارے میں غور و فکر کرے، ظالم و ستمگروں کے ظلم و ستم کے نتیجہ کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے اور خود بھی ظلم وستم سے پرہیز کرے۔
- قرآن، عدل و انصاف کی طرف دعوت دیتا ہے تاکہ تمام انسان عدل کے زیر سایہ زندگی بسر کریں، اور ہر شخص اپنے کمال و ترقی کو حاصل کرسکے۔
- قرآن، چاہتا ہے کہ لوگ جابر و ستمگروں کو دلیری و بہادری کے ساتھ ذلیل کردیں، اور تینوں طاغوت، فرعون (سیاسی طاغوت) قارون (اقتصادی طاغوت) اور ہامان (ثقافتی طاغوت) کو ہرجگہ اور ہروقت نیست و نابود کردیں۔
- قرآن، لوگوں کی راہنمائی کرتا ہے تاکہ حقائق ہستی اور مختلف موجودات ومخلوقات کو سمجھنے کی کوشش و سعی کریں اور نظم و ترتیب اور تجربہ کے راستے کو اپنائیں، اور اپنی عقل سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں۔
- قرآن، چاہتاہے کہ محروم انسانوں کی نجات کے لیے جہاں کہیں بھی اور جس وقت بھی قیام کی ضرورت ہو آزادی و انقلاب اور حریت کی آگ روشن کریں، اور ظلم و ستم کے بانیوں سے جنگ کریں، فاسد معاشرے کی اصلاح اور جائر و ظالم حکومت کے خلاف کھڑے ہوں۔
- قرآن، چاہتاہے انسان بہادر و دلیر ہوں اور تاریخ ساز کارنامے انجام دیں، اور رشد و کمال کی راہ میں فداکاری سے باز نہ آئیں۔

- قرآن، چاہتا ہے کہ مسلمان، پوری دنیا کے لوگوں کے لیے صلح و امنیت کا پیغام آور ہوں، اور سالم، امن و سکون والی حکومتوں کو مضبوط کریں، اور الہی حدود سے تجاوز نہ کریں اور کسی پربھی – خواہ مسلمان ہوں یہ غیرمسلمان- ظلم و ستم نہ کریں-
- قرآن، چاہتاہے کہ لوگ اپنی کوششوں سے خداوندعالم کی نعمتوں کو زیادہ کریں، اور طبیعت کو درک کریں اور اس کو مسخر کریں، شہروں کو آباد اور خوبصورت بنائیں و باغ وبستان، بہتے ہوئے دریا اورچرند وپرند، آسمان و ستارے اور چاند و سورج کو دیکھ کرلذت اٹھائیں اور ان سے عبرت و نصیحت حاصل کریں، اور عدالت کی صحیح طور پر رعایت کریں، اور زندکی کو ہرایک کے لیے پسندیدہ بنائیں اور ہرطرح کی خود خواہی، غیرفراموشی، اور انحصار طلبی سے پرہیز کریں تاکہ فردی و شخصی، اجتماعی و سیاسی، حقوقی و مدنی تقوی کو حاصل کرسکیں-
- قرآن، کہتاہے: مال و دولت کسی خاص طبقہ کے ہی پاس منحصر نہیں رہنا چاہیے بلکہ تمام لوگوں کے درمیان گھومتے رہنا چاہیے (گویا خون کی طرح معاشرے کی تمام رگوں میں گردش کرتے رہنا چاہیے)-
- قرآن، تقوی(فکر و عمل کی سلامتی) کی راہ کو حاصل کرنے کے لیے صرف عدالت کے ذریعہ ہی منحصر سمجھتا ہے-
- قرآن، چاہتا ہے کہ لوگ جھوٹ نہ بولیں، کم نہ بیچیں، غیبت نہ کریں، ایک دوسرے کے لیے برا نہ چاہیں، اور زندگی کو ایک بازار کی طرح سمجھیں کہ جس سے سب ہی فائدہ اٹھاسکیں اور آخرت کے لیے ذخیرہ حاصل کرسکیں اور اسی ذخیرےکا نام تقوی ہے- تقوی، عدالت اور انسانیت کی راہ میں خدمت کا نام ہے-
- قرآن، چاہتا ہے کہ مسلمان، بہادر، شجاع، بامحبت، جہاد آشنا، جنگجو، قرآن و اسلام کی حدود سے دفاع کرنے والے، فداکار، اور قرآن و قبلہ کی سرزمینوں سے دفاع کرنے والے ہوں، اور اسلام و اسلامی حیثیت و ناموس سے دفاع میں سستی نہ کریں-
- قرآن، نے انسان کو عزت سے نوازا ہے اور انسانی کرامت کی حفاظت کو ضروری جانا ہے، قرآنی احکام و تعلیمات کا معیار،

توحید کے بعدانسان، عدالت و حریت اور مادی و معنوی اعتبار سے رشد و کمال ہے۔

- قرآن، وہ آسمانی کتاب ہے کہ جو پروردگار عالم کی جانب سے امین وحی فرشتے کے ذریعہ حضرت محمد مصطفی(ص) کے قلب مبارک پرصاف وشفاف عربی زبان میں نازل ہوئی تاکہ مخلوقات عالم کو وعظ و نصیحت کرے۔
- قرآن، بندوں کے لیے پروردگار عالم کی تجلی کا آئینہ ہے۔
- قرآن، وہ تمام کتابیں کہ جو اس سے پہلے خداوندعالم کی جانب سے نازل ہوئی ہیں ان سب کا خلاصہ، حاصل و نچوڑ ہے(اور اس کے بعد آسمان سے کوئی اور کتاب نہیں آئے گی)۔
- قرآن، انسان کےمختلف فردی و اجتماعی کرداروں کو حلال و حرام سے جدا کرنے والا ہے۔
- قرآن، محکم و مضبوط اور سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔
- قرآن، ان مؤمنین کو ایک عظیم جزاء و بدلے کی خوشخبری دینے والا ہے کہ جو نیک عمل انجام دیتے ہیں۔
- قرآن، مہربان راہنما اور مخلص و خالص نصیحت کرنے والا ہے کہ جو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے اورصراط مستقیم ایسا راستہ ہے کہ جس میں کوئی تفرقہ و اختلاف اور دوراہہ نہیں ہے، جیسا کہ خود ہی صراحتا ارشاد فرماتاہے "**وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه۔ ولاتتبعوا السبل، فتفرق بکم عن سبیله، ذالکم وصاکم به لعلکم تتقون-** یہ خدا کا سیدھا راستہ ہے، پس اس کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں پر نہ چلوورنہ خدا کے سیدھے راستے سے منحرف اور کھوئے جاؤ گے، خداوندعالم اس کی طرف راہنمائی اور وصیت کرتا ہے تاکہ شایداہل تقوی میں سے ہوجاؤ۔"
- قرآن، وہ کتاب ہے کہ جس میں اصلی و صحیح توحید (ہرطرح کے شرک والحاد سے پاک)ہے اور توحید، صرف قرآن کی توحید ہے نہ کہ اس کے علاوہ کچھ اور۔
- قرآن، خداوندعالم کی جانب سےحقیقت کا برہان، روشن دلیل اور اندورنی فکر و بصیرت کا نام ہے۔

- قرآن، ایک خاموش نہ ہونے ولا چراغ ہے۔
- قرآن، بندگان الہی کے لیے اس کی جانب سے ایک صاف و شفاف اور بابصیرت عہد نامہ ہے۔
- قرآن، ایک ایسا نجات کا پرچم ہے کہ جو کوئی بھی اس کے زیر سایہ آجائے گمراہی سے بچ جائے گا۔
- قرآن، ایک ایسی کتاب ہے کہ جو بشریت کوعقل کی روشنی میں پیشروفت و ترقی اور کمال کی طرف دعوت دیتی ہے اور انسان کو کائنات کی چھوٹی بڑی الہی نشانیوں میں غور وفکر اور تدبر و تفکر کی طرف آمادہ کرتی ہے۔
- قرآن، علم و حکمت کا سرچشمہ، اور تربیت و خودسازی کا مرکز ہے۔
- قرآن، کام و کوشش اور تلاش و جستجو کی راہ میں معلم، اورتہہ و بالا کردینے والے انقلابات کی خوشخبری دینے والا ہے۔
- قرآن، وہ کتاب ہے کہ جس میں حقائق کو بہت صاف و شفاف طریقے اور بہت ہی مرتب کرکے بیان کیا گیا ہے اور ہر طرح کے اختلاف سے پاک ہے (**ولو کان من عند غیر اللہ، لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا**۔ اگر قرآن خدا کی کتاب نہ ہوتی تو یہ اختلافات سے بھری ہوئ ہوتی۔)
- قرآن، عدالت کی میزان اور عدل و انصاف کو قائم کرنے کی طرف دعوت دیتا ہے۔
- قرآن، دوستی پیدا کرنے والی کتاب ہے(خدا کو انسان کا دوست اور انسان کو خدا کا دوست بناتی ہے)
- قرآن، بشارت و خوشخبری دینے ولا بھی، وعظ و نصیحت و ڈرانے دھمکانے والابھی ہے، اور استقامت و قیام و عہد پر پابندی کی طرف دعوت دنیے والا ہے۔
- قرآن، احسان و نیک کام کرنے، عدل و انصاف کو جاری کرنے اور تقوی کی رعایت کا حکم دینے والا ہے۔
- قرآن، لوگوں کو عدل و انصاف کی پابندی اور حق کے گواہ و شاہد کو طور پر خدا کی طرف دعوت دیتا ہے۔

- قرآن، برائیوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے میں ایک دوسرے کا ساتھ دینے کی طرف دعوت اور گناہ و کینہ و حسد میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرنے کی طرف بلاتا ہے۔
- قرآن، معاف کر نے اور عفو و درگذر سکھانے والا، اور اچھے کاموں کی طرف حکم دینے والا اور برے کاموں سے منع کرنے والا ہے۔
- قرآن، یہ چاہتا ہے کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بزرگواری کے ساتھ رفتار کریں، اور مسلمان ایک دوسرے کے عیب و عیوب سے چشم پوشی اور متواضع ہوں، متکبروں کی طرح نہ رہیں اور غرور و گھمنڈ اور سرکش نہ ہوں۔
- قرآن، یہ چاہتا ہے کہ لوگ خداوندعالم کو بہت زیادہ یاد کریں، چونکہ سکون قلب اور روح کو آرام، ذکرخدا ہی سےحاصل ہوتا ہے۔
- قرآن، چاہتا ہے کہ اس کی جلدبازی سے تلاوت نہ کی جائے بلکہ اس کی آیات میں غورو فکر کیا جائےاس لیے کہ قرآن، خداوندمتعال کی کتاب ہے کہ جو مخلوقات کی جانب بھیجی گئی ہے تاکہ اس کی آیات میں ہرشخص تدبر و تامل کرے اور طہارت و پاکیزگی وعلوم قرآنی کے ساتھ اپنے دلوں سے اس پردہ کو چاک چاک کریں کہ جس کی وجہ سے حقائق مخفی ہیں۔
- قرآن، لوگوں کو اس بات کی طرف بلاتا ہے کہ وہ روحی و جسمی جمود سے باہر آئیں اورروئ زمین پر سیر و سفر کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے قدرت خدا کا نظارہ کریں۔
- قرآن، ایک ایسی کتاب ہے کہ جو انسانوں کو تدبر، باریک بینی اور غور وفکر کی فرصت عطا کرتا ہے کہ انسان اپنے ظاہری بدن، اور ابتدائی خلقت، اور پھر خداوندعالم کی جانب سے عطا کردہ صلاحیت و استعداد اور روح کے بارے میں سوچے، اور پھر انسانی ارتقاء و تکامل کے متعلق فکر کرے۔قرآن، انسان کو بیدار کرتا ہے کہ اپنی زندگی کےتمام مراحل (بچپنا، جوانی اور بڑھاپے) کے بارے میں تامل سے کام لےاور پھر زندگی کا خاتمہ اور دوسری دنیا کی طرف انتقال اور وہ تمام عوالم و حالات کہ جن سے اس کو گذر کے جانا ہے ذرا غور کرے۔

- قرآن، و ہ کہتا ہے کہ جو انسان کو تامل و تدبر کرنے پر مجبور کرے تاکہ وہ حقیقتیں واضح ہوں کہ جو خداندعالم کی جانب سے آفاق و انفس میں متجلی ہیں۔
- قرآن، وہ کتاب ہے کہ جوانسان کو ابھارتی ہے کہ گذشتہ امتوں کے حالات اور ان کی سرگذشت، قدیمی ثقافت، اور گذشتہ افراد کے مشکلات و پریشانیوں اور ان کی عاقبت و نتیجہ کہ جو انہوں نے ظلم ستم کیا ہے پر غور کرے(**فلما نسوا ما ذکروابہ، فتحنا علیھم ابواب کل شیئ۔** جب ہم نے ہر چیز کو ان کے لیے واضح کردیا تو وہ فراموش کربیٹھے تو ہم نے عذاب وبد بختی کے دروازے ان پر کھول دیے---)
- قرآن، ایسی بھی کتاب ہے کہ جو ان افراد کا بھی تذکرہ کرتی ہے کہ جنہوں نے ہمت و حوصلے سے کام لیا اور راہ خدا میں گامزن رہے، مال وجان سے ایثار کیا، روشن حقیقت کی پیروی کی اور خداوندمنان کی ہدایت کے زیر سایہ حالات کو مختلف صورتوں میں تبدیل کردینے والے انقلابات کا سامنا کیا اوراپنی زندگی میں کامیابی، آرام و سکون اور برکتوں کو حاصل کیا اور انپے حقوق پر دست رسی سےظالموں کےہاتھوں کو کاٹ دیا۔
- قرآن، وہ کتاب ہے کہ جو انسانوں کو راستہ دکھاتی ہے تاکہ معرفت الہی و حقائق کو سمجھنے کی سعی و کوشش کریں، و سیر تکامل روحی و ترقی میں اس طرح کوشاں رہیں کہ تقرب الہی کے آستانہ تک پہنچ جائیں، اس لیے کہ ان کو پیدا کرنے والا، ان کو رزق و روزی دینے والا، اور ہمیشہ نعمت عقل و حیات سے سرفراز کرنے والا وہی ہے اور وہ ہر حال میں انسان پر نظر رکھتا ہے ورنہ حیات بھی ہاتھ سے جاتی رہے اور عقل بھی، اسی وجہ سےہدایت یافتہ انسان عقل مندی کے ساتھ اس کائنات کے بارے میں غور وفکر کرتے ہیں اور راہ کو چاہ سے مشخص کرتے ہیں اور خداوندعالم کی خوشنودی و رضایت کی آرزو لے کر آگے بڑھتے ہیں اس سے پہلے کہ وہ اس کی بارگاہ سے ناامید ہو جائیں، اور اسی وجہ سےہدایت یافتہ انسان اس کے حضور اپنی بخشش کی آرزو کرتے اور مغفرت کے طالب ہیں تاکہ وہ ان کو صادقین، صابرین، خاشعین،

منفقین اور بوقت سحر طلب استغفار کرنے والوں میں سے شمار فرمائے-(الصابرین و الصادقین والقانین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار)

- قرآن، نماز کی کتاب ہے، لوگوں کو نماز کے قائم کرنے، زکات ادا کرنے، اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیتی ہے تاکہ ازلی و ابدی پروردگار کے حضور سجدے و رکوع انجام دیں-
- قرآن، عدالت کی کتاب ہے، لوگوں کو عدل و انصاف کی طرف دعوت دیتی ہے اور اس کی رعایت پر بہت تاکید کرتی ہے تاکہ روئ زمین پر عادل و منصف افراد حکومت کریں اور وہی زمین اور اس پر جو کچھ بھی ہے سب کے وارث قرار پائیں-
- قرآن، چاہتا ہے کہ لوگ ہر طرح کی نیکی اور اچھایئوں کے خواہاں ہوں-
- قرآن، چاہتا ہے کہ لوگ بہادری کے ساتھ جابروں کو شکست دیں، اور تینوں طاغوت(طاغوت سیاسی- ہرجگہ و ہر قوم کے فرعون، طاغوت اقتصادی – ہرجگہ و ہر قوم کے قارون اور طاغوت ثقافتی – ہرجگہ و ہر قوم کے ہامان) کو سرنگوں کردیں تاکہ لوگوں کے لیے عزت و سربلندی کےمواقع فراہم ہوں-
- قرآن، چاہتاہے کہ مسلمان سستی نہ برتیں، اور اپنے دلوں میں غم و اندوہ کو بیٹھنے نہ دیں، تاکہ اپنے محکم و مضبوط ایمان اور نیک عمل کے ساتھ دنیا کے سرورو سردار بن جائیں-
- قرآن، چاہتا ہے کہ لوگ محروم انسانوں کی نجات کی راہ میں انقلابات و تبدیلوں کی آگ روشن کریں اور کفر و گمراہی و ظلم و ستم کے علمبردار و بانیوں سے جنگ کریں، اور جب کبھی بھی قیام کی ضرورت محسوس کریں تو فاسد معاشرے اور جائر حکومت کی اصلاح کے سلسلے میں عقب نشینی نہ کریں-
- قرآن، چاہتا ہے کہ مسلمان تمام دنیا کے لوگوں کے لیے صلح و امنیت کے مبلغ وپیغام برہوں، سالم و منصف حکومتوں کی جڑیں مضبوط کریں، اور حدود الہی سے تجاوز نہ کریں کسی پر بھی- چاہے اپنا ہو یا غیر- ظلم و ستم نہ کریں-

- قرآن، چاہتا ہے ہمیشہ مومنوں میں سے ایک گروہ، لوگوں کو کارخیر کی دعوت دیتا رہے، اور امر بامعروف و نہی عن المنکر (شرائط پائے جانے کی صورت میں) صحیح طور پر انجام دیتا رہے۔
- قرآن، چاہتا ہے کہ لوگ الٰہی نعمتوں میں اضافہ کریں اوراپنے اموال کو صحیح طریقے سے بڑھائیں، شہروں کو آباد اور خوبصورت بنائیں، زندگی و معیشت کو بہتر بنائیں، الٰہی نعمتوں کے استعمال میں عدالت سے کام لیں، یعنی ان کو سب تک پہنچائیں اور پہنچنے دیں، اور ہر طرح کی خصوصی سازی اور خود خواہی سے پرہیز کریں۔
- قرآن، چاہتا ہے کہ اموال صرف چند مالدار لوگوں ہی کے درمیان نہ گھومتا رہے اور "دولۃ بین الاغنیاء" کی صورت میں نہ رہے، بلکہ سب کے اختیار میں ہو، مال دولت اکھٹا کرنا، دکھاوے کی زندگی، اسراف وغیرہ کو ختم کریں تاکہ محروم طبقے کو بھی اپنے پائمال شدہ حقوق حاصل کرنے کا موقع نصیب ہو۔
- قرآن چاہتا ہے کہ لوگ اسراف سے اجتناب کریں، اجتناب کریں، اجتناب کریں۔
- قرآن، چاہتا ہے کہ لوگ وظائف الٰہی اور فردی و اجتماعی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی راہ میں اپنی انسانیت کے ناطے کوشش کریں اور حوصلے سے کام لیں، اور اس راہ میں کسی بھی طرح سے سستی وبے توجہی کو اپنے پاس نہ آنے دیں، اور یہ جان لیں کہ آسمان و زمین کی خلقت، اس روئ زمین پر انسان کی چندروزہ زندگی، پھر اس کے بعد موت اور ایک دوسرے عالم کی طرف انتقال بے ہدف و بے فائدہ نہیں ہے۔
- قرآن، چاہتا ہے کہ مسلمان آپس میں اختلاف نہ رکھیں، ایک امت بن کے رہیں، اور تفرقہ و اختلاف کے عوامل و اسباب کو اس طرح محروم کریں کہ وہ اپنی یہ آرزو اپنی قبروں میں لے جائیں۔
- قرآن، چاہتا ہےکہ انسان، کائنات کی خوبصورتی اور اس کی رعنائی وشباب اور زندگی کو لذت کی آنکھوں سے لیکن عبرت کی صورت میں نظارہ کریں، اس سورج، چانداور ستارے، دریا، جنگل اور درخت، گھاس، پھول و کلیاں، بیابان و پہاڑ، رنگ برنگے پرندے، وحشی و دریائی حیوانات، اور سرسبز شاداب باغ و باعیچہ، دور دور

تک پھیلے ہوئے گلزار و چمن کو اچھائی کی نیت و خوبصورتی کو درک کرنے کی غرض سے نگاہ کریں اور ان تمام چکاچوند کرنے والی خوبیوں و خوبصورتیوں پر یونہی سادہ طور پر نگاہ نہ کریں---

- قرآن، چاہتا ہے کہ لوگ اپنی تفریحی و سیر سیاحتی نگاہوں کے ذریعہ اس کائنات اور جو کچھ بھی اس میں ہے کو عالم ملکوت اور اپنے باطن وجود کے اندر سمانے کی کوشش کریں، تاکہ ہر چیز میں اپنی صلاحت و معرفت اور استعداد و تامل کی حیثیت سے قدرت الہی اور سر الہی کو درک کرسکیں، اور ظاہری چشم کو باطنی چشم تک پہنچنے کا وسیلہ قرار دیں۔
- قرآن، چاہتا ہے ان تمام مذکورہ امور میں لوگوں کا دارو مدار اور تکیہ قرآنی ہدایات پر ہو، یعنی قرآنی عصا کے ساتھ اس وسیع کائنات کی سیر کریں، اور قرآنی مشعل سے ساری کائنات کو جگمگاتاہوا دیکھیں، اور سب سے زیادہ مہم یہ کہ قرآن کریم(کہ جو اس عظیم کائنات کی فہرست ہے اور اس کی آیات میں غور وفکر سے اچھے اچھے مفکر مبہوت رہ جاتے ہیں کہ وہ ہمیشہ انسان سے محو سخن ہے)میں تدبر و تعمق کو فراموش نہ کریں اور یہ جان لیں کہ قرآن کوئی معمولی کتاب نہیں ہے، بلکہ یہ وہ رسی ہے کہ جو تمہیں تمہارے پروردگار و رازق و خالق سے ملاتی ہے، قرآن کریم کے عجائب وغرائب تمام ہونے والے نہیں ہیں اس کے اسرار و رموزروز بروز واضح ہوتے جارہے ہیں اور وہ کسی بھی طریقے سے عام انسانوں کے کلام سے مشابہت نہیں رکھتا۔
- قرآن، کہتا ہے کہ صاحبان علم و فکر لوگ کبھی بھی بےعلم و فکر لوگوں جیسے نہیں ہوسکتے۔
- قرآن، کہتا ہے کہ بلند و بالا ہمتوں والے، انسانیت و کمال تک پہنچنے کے لیے مجاہدت کرنےوالے انسانوں کے لیے بہت زیادہ جزا اوربہت عمدہ بدلہ موجود ہے۔

اور قرآن،---

اور کچھ باتیں اب پیغمبر اکرم سے متعلق، اسلام کے تعارف کے سلسلے میں:

پیغمبر اکرم:

- پیغمبر اکرم: ایک گھنٹے کی عدالت، ستر سال خدا کی عبادت سے بہتر ہے۔(ملاحظہ فرمائیں کہ ایک دین کہ جس میں ساری توجھات صرف عبادت و مناسک پر موقوف ہوں اس میں کس قدر انسان، معاشرہ، زندگی و معیشت اوراقتصاد میں عدالت کی رعایت کی گئی ہے یہاں تک کہ بندگان الہی کے ساتھ ایک گھنٹے کی عدالت کو خدا کی عبادت سے بہتر جانا گیا ہے ؟!)
- پیغمبر اکرم: غریبوں کے حقوق، مالداروں کے مال میں ہیں، پس اگر کوئی بھوکا یا ننگا و برہنہ رہ جائے تو اس کے ذمہ دار مالدارلوگ ہیں۔
- پیغمبر اکرم: اگر کسی بستی میں کوئی شخص بھوکا رہ جائے تو وہ پوری بستی خداوندعالم کی رحمت سے محروم رہتی ہے۔
- پیغمبر اکرم: عقلمندی کا سب سے بڑا مرتبہ – خداوندعالم پر ایمان کے بعد۔ لوگوں کی دوستی و محبت کو جلب کرنا ہے اور لوگوں کے حق میں نیکی کرنا ہے چاہے وہ اچھا ہو یا برا۔
- پیغمبر اکرم: جو شخص بھی کسی مظلوم کے حق کو کسی ظالم سےوصول کر کے مظلوم کو دیدےوہ میرے (مجھ پیغمبرکے) جنت میں ہم مرتبہ ہے۔
- پیغمبر اکرم: ہر مقروض کہ جو اپنا قرضہ ادا نہیں کرسکتا اگر وہ اپنے قرضے کو اسلامی حاکم سے بیان کرے تو حاکم پر لازم ہے کہ اس کے قرضے کو ادا کرے۔
- پیغمبر اکرم: اے مسلمانو! غربیوں کے حق کو ادا کرو، تاکہ تمہاری نمازیں راہ خداوندعالم میں قبول ہوں۔(اسلام میں نماز، دین کے ستون کی حیثت رکھتی ہے۔ نماز و عبادت ایک مسلمان کی نظر میں اس وقت باعظمت و قیمتی ہے کہ جب خداوندعالم کی بارگاہ میں قبول ہوتو اب توجہ کریں کہ اسلامی معاشرے میں افراد کی روح سازی کے متعلق کس قدر دقت، ظرافت اور استحکام ہے کہ کہا گیا ہے کہ اگر غریبوں اور محروموں کا حق صحیح ادا کردیا ہے تو نماز و عبادت قبول ہے)۔

- پیغمبر اکرم:میں لوگوں کے درمیان عدالت کو جاری کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔(قرآن کریم)
- پیغمبر اکرم: جو شخص بھی کسی عقلمندو دانشمند کے پاس بیٹھتا ہے گویا وہ خداوندعالم کے دوست کے پاس بیٹھتا ہے اور خداوندعالم اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔
- پیغمبر اکرم: اگر کسی شخص کو ڈرا دھمکا کے کسی جرم کا اقرار لیں تو وہ اقرار عدالت میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔
- پیغمبر اکرم: عورتیں گلدستہ کے مانند ہیں، ان کے ساتھ سختی سے پیش نہ آؤ۔

امام علی:

امام علی: امیرالمؤمنین امام علی، قرآن اور پیغمبراکرم کے تربیت کردہ ہیں اور دس سال کی عمر ہی سے پیغمبر اکرم کی آغوش تربیت میں بڑے ہوئے ہیں اور کبھی بھی آپ کی اجتماعی زندگی کسی بھی جاہلیت کی پلیدگی سے آلودہ نہیں ہوئی۔ آپ رسول اکرم و قرآن کریم اور اسلام کے ہاتھوں تربیت یافتہ ایک کامل نمونہ ہیں۔ آپ کی تعلیمات و رفتار سے نمونہ کے طور پر چند کلمات پیش خدمت ہیں: امام علی، انسانیت و عدالت اور تاریخ کے آئینے میں۔

- امام علی: جو کوئی بھی قدرت وطاقت حاصل کرلے اس کو اپنے عزیز واقارب اور نور چشموں ہی کو اپنے پاس جمع کرنا نہیں کرنا چاہیے تاکہ وہ لوگوں کے حقوق کو پائمال نہ کریں اور ان کو سوء استفادہ کا موقع نہ مل پائے۔
- امام علی: خداوندعالم نے اسلامی حاکم پر واجب قرار دیا ہے کہ اس کی اور اس کے خاندان والوں کی زندگی، معاشرے کے ضعیف ترین افراد کی طرح ہو۔
- امام علی: کبھی یہ گمان بھی نہ کرنا کہ معاشرہ کی اصلاح، عدالت کے بغیر ممکن ہے، اے حکومت اسلامی کے کارندو! یہ عہدہ اور منصب، امانت ہے اور آپ کے ہاتھوں میں وظیفہ کی انجام دہی کی خاطر ہے نہ کہ لوگوں کا مال لوٹ کھسوٹنے کا وسیلہ۔

- امام علی: بازاروں اور قیمتوں پر نظارت ضروری ہے، اور اگر کوئی ناظر خیانت کرے تو اس کے ساتھ سختی برتی جائے۔
- امام علی: اگر حسن و حسین(آپ کے دوفرزند کہ جو پیغمبر اکرم کے نواسے بھی تھے) کسی خطا کے مرتکب ہوں تو ان کے حق میں بھی کسی طرح کی چھوٹ نہیں کروں گا۔
- امام علی: میں صاحبان قدرت و طاقت کو ذلیل وناتواں کردوں گا، تاکہ محرومین و کمزوروں کا حق ان کے حلق سے باہر کھینچ سکوں، اور معاشرہ کے ضعیف و کمزور طبقہ کو وہ عزت دوں گا کہ وہ اپنے تمام حقوق کو حاصل کرسکیں۔
- امام علی: معاشرے کے علماء و دانشمندافراد، محرومین وکمزور لوگوں کی محرومیت و ناداری اور مالدار و دولت مندوں کےمالی قدرت و نفوذ کے مد مقابل، خداوندعالم کے حضور ذمہ دار ہیں۔
- امام علی: راتوں میں جاگیے اور لوگو ں کی مشکلوں کو حل کیجیے چاہے لوگ سوہی کیوں نہ رہے ہوں۔
- امام علی: اگر حکومت، اسلامی ہو تو کسی پر بھی ظلم نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ غیر مسلم بھی سکون سے رہیں گے، اور کسی کی بھی زندگی میں کوئی پریشانی و محرومیت اور کمی محسوس نہیں ہوگی۔
- ایک روز مسلمانوں میں سے کچھ بڑی بڑی شخصیتیں حضرت علی کی خدمت میں آئیں اور اسلام کی راہ میں اپنی خدمتوں کا تذکرہ کیا، پھر اپنے لیے کچھ امتیاز کے خواہاں ہوئے۔۔حضرت علی نے فرمایا: یہ مال – کہ جو حکومت کے پاس بیت المال میں موجود ہے –خداوندعالم کا ہے، آپ سب اس کے بندے ہواور میں نےخداوندعالم کی کتاب (قرآن کریم) میں نہیں دیکھا کہ کسی کو کسی پر برتری و امتیاز دیا گیا ہو۔
- امام علی:(آپ گنہگاروں و خطا کاروں سے فرماتے تھے) میرے پاس نہیں آؤ اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرو کہ تم پر حد جاری کروں (تنبیہ کروں)، بلکہ اپنے اور اپنے خدا کے درمیان توبہ و استغفار کرو(اگرچہ حد کا جاری نہ کرنا معاشرے کی حفاظت اور انسانیت کے تکامل و ارتقاء کے لیے مضر ہے لیکن توبہ بہتر ہے)۔

- امام علی: سازش کرنےوفساد پھیلانے والےافراد (ضعیف النفس و دنیا پرست) اور وہ افراد کہ جوچاہتے ہیں اپنے اور اپنے عزیز واقارب کو فائدہ پہنچائیں وہ کبھی بھی دینی حکومت نہیں بناسکتے، اور معاشرے کو خداوندعالم کی رضایت کے مطابق نہیں ڈھال سکتے۔
- امام علی: (وہ امام بزرگوار، عمومی اموال میں اس قدر احتیاط برتتے تھے کہ اپنی حکومت کے کارندوں کو تحریر فرماتے:) اپنے قلموں کو باریک کرو! سطروں کو ملا ملا کرلکھو، زیادہ باتیں نہ لکھو بلکہ کوشش کرو کہ صرف مطلب کی بات بہت مختصر الفاظ میں تحریر کردولفاظی اور عبارت سازی سے پرہیز کرو کہ عمومی و بیت المال کو کسی بھی عذر سے نقصان نہیں پہنچایا جاسکتا۔
- امام علی: قضاوت وفیصلے اورعدالت کے لیے بہترین اور بافضیلت قاضیوں کا انتخاب کرو، کہ جو نہ رشوت قبول کریں اور نہ کسی کی زبردستی ودھونس ان پر کارگر ہو۔
- امام علی: انسان کاآخرت کی راہ میں سب سے بدترین عمل، لوگوں کے حقوق پر تجاوز اور ان پر ظلم و ستم ہے۔
- امام علی، آپ شہر کوفہ پر حکومت فرماتے اور آپ نے اس شہر کو سات حصوں میں بانٹ رکھا تھااور ہر حصےکے لوگوں کو بیت المال میں سے برابر و مساوی مال تقسیم فرماتے، یہاں تک کہ ایک بار بیت المال میں کچھ خورد ونوش کی چیزیں پہنچیں آپ نے ان کو بھی سات حصوں میں تقسیم فرمایا پھر ایک روٹی اضافی بچی تب آپ نے فرمایا: کہ اس روٹی کے بھی سات حصے کیے جائیں اور ہر محلہ کے حصے میں ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا جائے۔
- امام علی: جس وقت میرے ہاتھ میں حکومت کی ذمہ داری آئی تو میرے پاس کچھ درہم اور کچھ پھٹے پرانے کپڑے تھے کہ جو میرے اہل خانہ نے بنے و تہیا کیے تھے اب میری حکومت کے اختتام پر اگر اس سے زیادہ میرے پاس مال پاؤتو سمجھنا کہ میں خائن اور معاشرہ کے حق میں خیانت کار ہوں۔
- امام علی، ہمیشہ ایک زحمت کش کاریگر کی طرح رہتے، اپنی محنت و زحمتوں سے کھجور کے باغات لگائے اور جب ان کی

آمدنی وصول ہوتی – جب کہ کبھی کبھی بہت زیادہ آمدنی ہوتی- تو وہ سب غریبوں اور ضرورتمندوں میں تقسیم فرمادیتے، ایک مرتبہ سب کچھ تقسیم کرنے کے بعد کھڑے ہوئے اور بازار کی طرف چلے، اپنی تلوار کو بیچنے کے لیے پیش کیا اور فرمایا: اگر آج کی رات ہمارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہوتا تو اپنی شمشیر کو فروخت نہ کرتا اور آخر کار ان تمام کھجور کے باغات کو راہ خدامیں وقف کردیا کہ جو "اوقاف علی" کے نام سے معروف تھے۔

- آپ نے بصرہ کی مشہور وباعظمت شخصیت ابوالاسود دوئلی کو بصرہ کا قاضی مقرر فرمایا اورپھر کچھ ہی روز گذرے تھے کہ ان کومعزول کردیا – جب کہ مخلص ونیک اور دین دار لوگوں کی بہت قلت تھی - ابوالاسود دوئلی معزول قاضی نے عرض کی: کہ مجھ کو کیوں معزول کیا جب کہ میں نے نہ کوئی خطا و خیانت کی ہے اور نہ کوئی جرم ؟ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے لیکن میں نے ایک روز دیکھا کہ آپ نے عدالت میں مراجعہ کرنے والوں کے ساتھ ان سے زیادہ بلند آواز میں گفتگو کی تھی۔
- کیا انسانیت نے آج تک کوئی ایسا ذمہ دار و نگہبان دیکھا ہے کہ جو اس قدر ذمہ داری کا احساس رکھتا ہواور اپنے بوڑھے اور عظیم قاضی کو مجرم کے ساتھ اس سے زیادہ بلند آواز سے گفتگو کرنے کی بھی اجازت نہ دے ؟ هیهات! کیا روم و یونان کی عدالتیں اس طرح کا اخلا ق رکھتی ہیں، یا پورے یورپ میں اس طرح کی کوئی عدالت دیکھی ہے، امریکہ کی تو بات ہی چھوڑیے---
- امام علی (ع) نے مصر کی حکومت کےلیے جو آئین نامہ تحریر فرمایا تھا (عہدنامہ مالک اشتر) اس میں ۳۰ مقام پر انسانی کرامت اور ان کے حقوق کے متعلق گفتگو وسفارش فرمائی ہے، بلکہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی کتاب " نہج البلاغہ" کتاب انسانیت ہے۔

■ ■ ■

اسلامی دانشمندوں میں سے ایک عظیم شخصیت- یعنی علامہ جعفری کہ جو میرے دوست بھی تھے اور ابھی ۴ سال پہلے انتقال فرماگئے ہیں – آپ نے ایک رسالے میں اسلام کے خوبیوں اور مزیتوں کے متعلق تحریر

فرمایا ہے ان کے کچھ نکات آپ کے لیے پیش کررہاہوں کہ یہ حصہ اسلام کی نظرمیں حیوانات کے حقوق سے متعلق ہے:

١- جو حیوان جس کسی کے پاس بھی ہو اس کو چاہیے کہ وہ اس کی زندگی کے تمام وسائل فراہم کرے۔
٢- اگر کسی حیوان کے مالک نے اس حیوان کی نگہداری میں کسی طرح کی کوتاہی برتی تو اسلامی حاکم کی ذمہ داری ہے کہ وہ مالک کو اس کی دیکھ بھال پر مجبور کرے اور اگر وہ انجام دینے سے قاصر ہوتو حاکم خود حیوان کی زندگی کے وسائل فراہم کرے۔
٣- اگر کوئی حیوان، شیرخوار بچہ رکھتا ہوتو اس بچہ کی غذا کے برابر اس کی ماں کے پستانوں میں دودھ باقی رکھا جائے، لہذا اگر پستانوں میں صرف بچہ کی غذا کے برابر دودھ ہوتو اس کی ماں کا دودھ نکالنا حرام ہے۔
۴- جو شخص دودھ نکالتا ہے، اس کو چاہیے کہ اپنے ناخن کاٹلے تاکہ حیوان کو اذیت نہ پہنچے۔
۵- حیوانات کو گالی دینا، مارنا اور لعنت کرنا حرام ہے۔
٦- حیوانات کا تفریح کی خاطر اور ضرورت کے بغیر شکار کرنا حرام ہے۔
۷- پرندوں کے بچوں کا ان کے گھونسلوں و آشیانوں میں شکار کرنا حرام ہے۔
٨- جو شخص حیوانات کی دیکھ بھال اور نگہداری کا ذمہ دار ہو اس کو غصہ ور اور سخت مزاج نہیں ہونا چاہیے، تاکہ حیوانات پر کوئی ظلم اور ان کی حق تلفی نہ ہو۔
٩- کسی حیوان پر بھی اتنی سواری نہ کیجائے کہ حیوان تھک جائے۔
١٠- جو حیوان عیب دار و مریض ہواور صحیح نہ چل سکتا ہو اس کے ساتھ ٹھیک رفتار کی جائے۔۔۔ اسی طرح ٣٠ احکام۔

جی ہاں، عالی جناب!

اگرچہ یہ خط ذرا طولانی ہوگیا، لیکن آپ سے گفتگو کی فرصت کو غنیمت سمجھا۔ اور یہ سب کچھ اسلام کی انسانی تربیت و ہدایت کے سمندر میں سے ایک قطرہ تھا۔ مجھ کو امید ہے کہ جناب عالی کو بھی فرصت ملے

– تھوڑی تھوڑی سی بھی فرصت ملے – تو یہی دو جلدیں کہ جو آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں کہ جن میں ۱۰ باب ہیں اور اصلی و فرعی فصول بہت زیادہ ہیں مطالعہ فرمائیے گا۔

اور اے کاش چھٹی جلد کا بھی ترجمہ ہوجاتا اور آپ کی خدمت میں تقدیم کردیتا....

والسلام